مقالات

مولانا شبیر احمد نورانی

قسط ۲ (آخری)

غیبت

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، بندہ اگر معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اسے مقامِ عزت عطا فرماتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے انکساری کی، اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند فرماتا ہے"

اسی معنی کی حدیث متعدد کتب میں موجود ہے۔

غیبت کی جائز شکلیں:

خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ کے مطالعے سے یہ قانون و قاعدہ سمجھ میں آتا ہے کہ غیبت صرف اس صورت میں جائز ہے جب شرعاً اس کی ضرورت ہو اور واقعۃً یہ ضرورت اس کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو۔ لہٰذا محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل شکلیں جائز قرار دی ہیں:

۱۔ مظلوم اپنی شکایات ظالم کے خلاف عدالت یا حاکم کے سامنے پیش کرے۔

۲۔ بغرضِ اصلاح کسی فرد یا ادارے کی شکایات کسی فرد یا ادارے کو کرے جو اس کی اصلاح کر سکتا ہو۔

۳۔ مفتی کے سامنے بغرضِ فتویٰ صورتِ مسئلہ پیش کرے۔

۴۔ مسلمانوں کو شر سے محفوظ کرنے کے لیے حدیث کے راویوں، مقدمہ کے گواہوں

یا اہلِ تصنیف و تالیف کی کمزوریوں سے آگاہ کرے۔

اسی طرح رشتے ناطے کے مشورے، کاروباری معاملے، امانتوں کے بارے میں اعتماد کی خاطر کسی کے بارے میں نامناسب بات کرنا بھی شامل ہے۔

۵۔ ان لوگوں کے خلاف آواز بلند کرنا جو فسق و بدعت علی الاعلان کر رہے ہوں۔ اور ان کی وجہ سے معاشرے کا دینی معیار تباہ ہو رہا ہو۔

۶۔ افراد کا ایسا نام لینا جن سے وہ مشتہر ہوں اگرچہ الفاظ نامناسب ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے اعمیٰ (اندھا)، اعمش (بھینگا) اعرج (لنگڑا) وغیرہ وغیرہ۔ تاہم نشاندہی یا شناخت کی حد تک، اس میں تحقیر مقصود نہ ہونی چاہیے۔

جن احادیث کو بنیاد بنا کر محدثین کرام نے قاعدے وضع کیے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، "آنے دو مگر قوم کا بدترین فرد ہے۔"

۲۔ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "فلاں فلاں آدمی ہمارے دین کو بالکل نہیں سمجھتے۔" (بخاری)

۳۔ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کہتی ہیں، میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتایا کہ ابوالجہم اور معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے مجھے پیغامِ نکاح بھیجا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا، معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو غریب آدمی ہے اور ابوالجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاٹھی ہمیشہ کندھے پر ہوتی ہے (بہت مارتا ہے یا بہت سفر کرتا ہے)

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضرت ابوسفیانؓ کی اہلیہ "ہندؓ"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا، "ابوسفیان بخیل آدمی ہے، وہ اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کو پورا ہو۔ الا یہ کہ از خود بلا اطلاع لے لوں۔ آپؐ نے فرمایا، مناسب طریقے سے جتنا تجھے اور تیری اولاد کو پورا ہو، لے لیا کر!" (بخاری و مسلم)

الدین النصیحۃ:

غیبت کا باعث عام طور پر کسی بھائی سے ذاتی رنجش یا اس کی کسی شرعی خلاف ورزی کی بنا پر دینی حمیت ہوتی ہے۔ لہٰذا بجائے اس بھائی کی غلطی کو نامناسب طریقے سے اچھالنے کے (جس سے غلطی اور برائی کو تشہیر بھی ملے اور بھائی کی عزت بھی جائے) مناسب اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس مسلمان بھائی سے براہِ راست رابطہ قائم کر کے اس سے وضاحت طلب کر لی جائے۔ اس طرح اگر کسی کو کوئی غلط فہمی ہوگی تو اس کا ازالہ ہو جائے گا اور اگر واقعتاً اس سے خطا سرزد ہوئی ہے تو اس کو بہتر اور مناسب طریقے سے توجہ دلائی جائے وہ یقیناً اس پر شرمسار ہوگا اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت چاہے گا اور اگر کسی وجہ سے اس سے رابطہ ناممکن ہو تو کسی دوسرے صاحبِ اثر مسلمان بھائی کے ذریعے اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے، خیر خواہی کا بھی یہی تقاضا ہے۔ خیر القرون سے دو مثالیں برائے غور حاضرِ خدمت ہیں، خالی الذہن ہو کر ان پر غور فرمائیں:

حضرت ابو الدرداءؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ حضرت عمرؓ، حضرت ابو بکرؓ سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ ان کے پیچھے معذرت کے ارادے سے گئے لیکن انہوں نے معذرت قبول نہ کی بلکہ دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو الدرداءؓ کا بیان ہے کہ ہم اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ حضرت ابو بکرؓ کی طرف دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں، "تمہارا یہ ساتھی نیکی میں آگے بڑھ گیا ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے کیے پر شرمساری ہوئی، وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، سلام کیا، اور آپؐ کے پاس بیٹھ کر سارا واقعہ بیان کیا۔

حضرت ابو الدرداءؓ کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں آ گئے، جبکہ حضرت ابو بکرؓ مسلسل یہ کہے جا رہے تھے، "اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بخدا قصور میرا زیادہ ہے۔"

آپؐ نے بتکرار فرمایا: "کیا تم میرے ساتھی سے درگزر نہیں کر سکتے؟ کیونکہ اس نے میرا اس وقت ساتھ دیا جب تم نے جھٹلایا تھا۔ الخ۔" (بخاری کتاب التفسیر)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو سب صحابہؓ کو شدید صدمہ ہوا، حتیٰ کہ بعض تو بالکل پریشان حال ہو گئے۔ میرا حال بھی یہی تھا۔ میں اسی حال میں تھا کہ حضرت عمرؓ گزرے اور سلام کیا جس کی مجھے قطعاً خبر نہ ہوئی، چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس شکایت کی، پھر وہ دونوں میرے پاس آئے اور سلام کیا، حضرت ابوبکرؓ نے کہا، "کیا بات تھی کہ تم نے اپنے بھائی عمرؓ کے سلام کا جواب نہیں دیا"، میں نے کہا "میں نے تو ایسا نہیں کیا"، حضرت عمرؓ نے جواباً کہا، "بخدا تم نے ایسا ہی کیا ہے۔" حضرت عثمانؓ کہتے ہیں" میں نے کہا، مجھے آپ کے گزرنے اور سلام کرنے کی قطعاً خبر نہیں۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا، "عثمانؓ سچ کہتا ہے، ہاں تجھے اس اہم معاملے (وفات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بے خبر کر دیا تھا!" (مشکوٰۃ بحوالہ مسند الامام احمد)

آخری گزارش:

قارئین کرام! اس ساری بحث میں کوشش صرف یہی کی گئی ہے کہ صرف آیاتِ مبارکہ اور سنتِ ثابتہ کو من وعن بلا تبصرہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ اقوال وغیرہ سے دانستہ اعراض کیا گیا ہے۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح اور قابلِ اعتماد سنت آپ کے سامنے آجائے اور آپ من وجہ البصیرۃ اس پر صدقِ دل سے عمل کر سکیں۔ امید ہے آپ اس پر غور کر کے یہ فیصلہ کریں گے کہ ہمارا موجودہ رویہ بہتر ہے یا کہ سنت کے مطابق عمل کرتے ہوئے غیبت کو ترک کرنا؟

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ!"

پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کی سزا سے محفوظ کر دے۔ آمین یا رب العٰلمین!